Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 5 (July-Sep 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

A Critical Review of The Qur'anic Section of Mirza Bashir Ahmad book Khatm e Nabubat ke Haqiqat (The Perfection of the Holy Prophet) on the Biography of The Prophet ﷺ

سیرت النبی ﷺ پر مرزابشیر احمد کی کتاب ختم نبوت کی حقیقت (رسول پاک ﷺ کا عدیم المثال مقام) کے قرآنی حصے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Muhammad Akbar

Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur,akbarsaifi536@gmail.com

Dr. Muhammad Shafiq Anjum

Assistant Professor, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur,shafiqanjum@iub.edu.pk

ABSTRACT

Mirza Basheer has written his autobiography, The Truth of Khatman-e-Nabuwat (The Perfect Place of the Holy Prophet) in six parts, in the first part he has discussed the types of prophethood, and in the second part he has discussed the word Khatman-e-Nabuwat in the Quranic verses. And what is the denial of the end of prophethood, in the third part, what is the denial of the word end of prophethood in the hadith and the wrong interpretation of the hadiths, in the fourth part of the book, the shadowy prophethood has been discussed, in the fifth part, the end of prophethood has been discussed by the elders of the religion. The sayings have been interpreted arbitrarily, in the sixth part, the Qadiani belief has been tried

CC BY

to be given according to the divine Sunnah. References in many places in the book are incomplete, which makes the reader uncomfortable. In many places, the sayings of the elders of the Qur'an and Sunnah have been interpreted in a misleading and arbitrary manner, which is open dishonesty and intellectual betrayal. Mirza Bashir, while denying the end of prophethood in the Quranic verses, has written that no verse of the Quran closes the door of prophethood because the meaning of the verse Khatam-ul-Nabieen by which our lost friends (Muslims) receive the favors and blessings of the Holy Prophet (PBUH) is not correct at all. And after you (PBUH) want to limit and confine the appearance of divine favors, he goes ahead and interprets the words Man and Ma according to his own will and takes both in the same meaning. The real purpose is to call Mirza Ghulam Ahmad a prophet.

Keywords: Qur'an, Denial of Prophethood, Maulana Rum, Zali Burozi Prophet, Arbitrary interpretation, Ummah Muhammadiyah, Mujadideen, Caliphate, Hazrat Isa.

تعارف مرزا بشیر الدین:

"مرزا غلام احمد قادیانی کے سب سے بڑے بیٹے" مرزا بشیر الدین محمود 12 جنوری 1889ء کو بھارت کے شہر قادیان جو کہ پنجاب میں واقعہ ہے میں پیدا ہوا اس کے والد نے اس کا نام محمود رکھا تھا جبکہ مرز قادیانی کے الہامات کی وجہ سے اس کا نام بشیر الدین پکارا جانے لگا، اس کی والدہ کا نام نصرت جہاں بیگم تھا"۔[1]

مرزا بشیر الدین نے ابتدائی تعلیم قادیان (ربوہ) سے حاصل کی تھی، اس کو پڑھائی میں شغف نہیں تھا جس وجہ سے اس کے استاد متعدد مرتبہ اس کے والد کو اس کی شکایت کر چکے تھے کہ آپ کا بیٹا پڑھائی میں بہت کمزور ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میرے بیٹے کو دنیاوی علوم کی ضرورت نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت محمدؐ کی طرح مرزا بشیر کا استاد جبرئیل کو کہلوا سکے جو کہ بلکل ناممکن ہے۔

CC BY

مرزابشیر نے 1911 میں ایک جماعت کی بنیاد رکھی جس کا نام اس نے "تنظیم انجمن انصار اللہ" رکھا، یہ تنظیم قادیانیوں کی تعلیمات کی تبلیغ کرنے کے لئے بنائی گئی تھی اور اس کے بعد 1913 میں ایک اخبار کا بھی اجراء کیا جس کا نام الفضل تھا۔ ان دونوں چیزوں کا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں قادیانیوں کی تعلیم عام ہو۔[2]

مرزا بشیر الدین نے "اپنی خلافت کا اعلان چودہ (14) مارچ انیس سو چودہ (1914ء) کو کیا جس میں دو ہزار (2000) کے قریب لوگ بیعت ہوئے اور ساتھ ہی اپنے عقائد و شرائط بھی اپنے پیروکاروں کو بتائے، ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ قادیانی جماعت میں داخل ہونے کے بعد جو شخص قادیانی عقائد کی مخالفت کرے تو اس کے گھر کے لوگ اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں اور اس شخص کو اپنا انجام بھگتنا ہو گا"۔[3]

مرزابشیر الدین کی کتب درج ذیل ہیں:

مضامین بشیر، تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر، ختم نبوت کی حقیقت، سیرت خاتم النبیین ﷺ، چالیس جواہر پارے، ریو آف ریلیجیز، سلسلہ احمدیہ، الحجۃ البالغۃ فی وفات الذی ظھر فی ناصرہ، سیرت المہدی، اور ہمارا خدا۔

اس کی وفات 7 نومبر 1965ء کو ہوئی، اس کو پنجاب کے شہر ربوہ جو آج کل چناب نگر کے نام سے مشہور ہے میں دفنایا گیا۔ مرزا بشیر احمد نے سیرت کی کتاب ختم نبوت کی حقیقت (رسول پاکؐ کا عدیم المثال مقام) کے قرآنی حصے کو کس طرح قلمبند کیا اور اس کا طریقہ کار کیا ہے اس کو تفصیلاً درج کیا ہے۔

تعارف کتاب: ختم نبوت کی حقیقت (رسول پاک کا عدیم المثال مقام)

مرزابشیر کی یہ کتاب ایک جلد میں موجود ہے اور اس کے چھ مختصر حصے ہیں، پہلے حصے کا نام ختم نبوت کی حقیقت رسول پاک کا عدیم المثال مقام نام رکھا ہے، اس حصے میں مرزابشیر نے نبوت کی اقسام، اور اس سے متعلق قادیانیوں و مسلمانوں کا نظریہ لکھا ہے، ختم نبوت سے متعلق مسیح موعود (مرزا غلام قادیانی) کا اعلان، امام مہدی بروزی (غلام قادیانی) کے ظہور کی خبر، امت محمدیہ میں خلفاء کا سلسلہ، مجددین کا سلسلہ، وغیرہ شامل ہیں۔ کتاب کے دوسرے حصے کا نام مسئلہ ختم نبوت کا حل قرآن مجید کی رو سے رکھا ہے جس میں درج ذیل امور

CC BY

پر بحث کی گئی ہے قرآن کی کوئی آیت نبوت کا دروازہ بند نہیں کرتی، رسول پاک کے بعد تشریعی اور مستقل نبوت کا دروازہ کیوں بند ہے، خاَتم کے لفظ کی تشریح، آیت خاتم النبیین کے متعلق بحث کا خلاصہ وغیرہ۔ کتاب کے تیسرے حصے کا نام مسئلہ ختم نبوت کا حل حدیث کی روسے جس میں درج ذیل امور پر بحث کی گئی ہے اُمت محمدیہ میں مبشرات کا سلسلہ، رسول پاکؐ کے عہد میں قلتِ الہام کی وجہ، مبشرات کی کثرت ہی کا دوسرا نام نبوت ہے، امت محمدیہ کے خواص میں الہام کا سلسلہ، حضرت ابو بکرؓ اس اُمت کے بہترین ترین انسان ہیں سوائے اس کے کہ آیندہ کوئی دوسرا نبی پیدا ہو جائے وغیرہ ذکر کئے ہیں۔ کتاب کو چوتھے حصے کا نام منفی قسم کی احادیث پر تبصرہ رکھا ہے اس حصے میں درج ذیل امور پر بحث کی گئی ہے غیر تشریعی نبوت ، سوم ظلی نبوت، رسول پاک کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے وغیرہ۔ کتاب کے پانچویں حصے کا نام مسئلہ ختم نبوت کا حل اقوال بزرگان کی روشنی میں رکھا ہے اس حصے میں درج ذیل امور قلمبند کئے گئے ہیں مسلہ نبوت میں کب اور کس طرح غلط فہمی پیدا ہوئی؟ رسول پاک کے مقام کے متعلق غلط فہمی کے معاملات، حضرت عیسیٰ اپنی نبوت کے ساتھ نازل ہونگے شامل ہیں۔ کتاب کے چھٹے حصے کا نام مسئلہ ختم نبوت کا حل عقلی دلائل کی روسے رکھا ہے اس حصے میں قادیانی عقیدہ خدائی سنت کے عین مطابق ہے، موجودہ زمانہ کا فساد عظیم ایک نبی کا متقاضی ہے، علامہ اقبال اور مولوی مودودی صاحب کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔ اور آخر میں بحث کا خلاصہ اور رسالہ کے خاتمہ شامل ہے۔ اور اس کے بعد شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ، اشتہار کی تکمیل شامل ہے۔ جس کی دس شرائط رکھی گئی ہیں شامل ہیں۔ مزید اس کتاب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیتے ہیں۔ اب یہاں مرزا قادیانی کے مطابق قرآن مجید کی روسے مسئلہ ختم نبوت کے حل پر بحث قلمبند کی جائے گی۔

قرآن کی مبارک کسوٹی:

اس عنوان کے تحت مرزا بشیر لکھتا ہے کہ "سب سے ارفع مقام قرآن مجید کا ہے اور اسی مبارک کسوٹی سے ہم اپنی اس مختصر بحث کی ابتداء کرتے ہیں، سب سے پہلے تو یہ بات جانی چاہئے کہ قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بلکہ آیت کا جزو بلکہ کوئی ایک لفظ تک ایسا نہیں ملتا جس سے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہونا ثابت ہوتا ہو، بلکہ ہر جگہ خدائی رحمتوں اور خدائی نعمتوں کے دریا بہتے نظر آتے ہیں اور قرآن مجید جابجا اس قسم

OPEN ACCESS
CC BY

کی توضیحات اور اشارات سے پُر ہے کہ محمد ﷺ کی بعثت کے بعد خصوصیت کے ساتھ خدائی نعمتوں کا چشمہ زیادہ زور کے ساتھ بہنے لگ گیا ہے۔ لے دے کے منکرین (مسلمان) اجرائے نبوت صرف آیت ولکن رَسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِین پیش کرتے ہیں مگر یہ آیت تو خود زیر بحث ہے۔ اور ایک زیر بحث امر میں ایک متنازعہ آیت پیش کرنا ہرگز کافی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید کا یہ انداز ہے کہ جب وہ کوئی خاص صداقت بیان کرتا ہے تو صرف ایک آیت پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کی تائید میں مختلف مقامات پر مختلف رنگوں میں بہت سی آیات لاکر گویا دلائل اور شواہد کا ایک سورج چڑھا دیتا ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے کہ "وَلَقَدْ صَرَفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَرُو"۔ [4] "یعنی ہم قرآن میں ایک مضمون کو بار بار مختلف شکلوں اور مختلف صورتوں میں بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ سکیں اور غلطی میں مبتلا نہ ہوں"۔

پس قرآن مجید کا اس اہم مضمون پر صرف ایک آیت ولکن رَسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِین بیان کر کے بالکل خاموش ہو جانا اور کسی دوسری جگہ اس مضمون کو نہ دہرانا جو ہمارے مخالف خیال اصحاب اس آیت سے نکالنا چاہتے ہیں۔ بلکہ جابجا اس کے خلاف بیان کرنا آنحضرت ﷺ کے فیوض کو سارے دوسرے نبیوں سے زیادہ وسیع اور بالا اور ارفع رنگ میں پیش کرنا اس بات کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز درست نہیں جس کے ذریعہ ہمارے بھٹکے ہوئے دوست (مسلمان) آنحضرت ﷺ کے فیوض اور برکات اور آپؐ کے بعد خدائی نعماء کے ظہور کو محدود اور محصور کرنا چاہتے ہیں"۔ [5]

تنقید:

مرزا بشیر کا یہ دعوی کہ قرآن پاک کی صرف ایک آیت میں ختم نبوت کا ذکر ہے، لیکن قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ جس بات کو ثابت کرنا مقصود ہو اس کو بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ اب ہم بطور دلیل لفظ ختم، خاتم کو دیکھتے ہیں قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ بیان فرمایا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے "وَخَتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ"۔ [6] "اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر مہر لگادی"۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو دلوں کو بند کر دیا ہے یہ لوگ حق اور

OPEN ACCESS
CC BY

سچ کو سُن کر جان کر بھی مان نہیں سکتے، کیونکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال اور کفُر کی کالک کی نحوست سے مہر لگا دی ہے لہذا اب یہ حق و سچ کو جاننے کے باوجود مان نہیں سکتے۔

ایک اور جگہ فرمان باری تعالی ہے"يَقُولُونَ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَى قَلْبِكَ"۔[7] "یا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ (بہتان) باندھتے ہیں پس اگر اللہ رب العزت چاہے تو تیرے دل پر مہر ثبت کر دے "۔اس آیت میں بھی اللہ تعالی نے ان جیسے جھوٹے لوگوں کی حقیقت کھول کر واضح بیان کر دی اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:"وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ "۔[8] "اور اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے پس کون ہے جو ان کو ہدایت دے اللہ کے بعد؟"۔

یعنی ان لوگوں کے اس قدر کفریہ باتوں کے بعد اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ حق کو قبول کرنا ہی نہیں چاہتے اس لئے ان لوگوں کے دل دماغ، سماعت پر اللہ تعالی نے مہریں لگا کر ان کی حق و باطل میں فرق کرنے کی قوتیں ہیں صلب کرلی ہیں اِن کا مقدر یہی گمراہی ہے اب اللہ پاک کے بغیر کوئی ہے ہی نہیں جو ان کو ہدایت دے۔ کیونکہ مہر لگانے کا مطلب یہی ہے کہ یہ چیز اب کلی طور پر بند ہے اس میں نہ تو کوئی چیز داخل ہو سکتی ہے اور نہ ہی نکل سکتی ہے۔ اسی کی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:"الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ"۔[9] "آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے"۔

اسی طرح قرآن مجید میں سات جگہ لفظ مہر آیا ہے اور اسکے معنی بند کرنے کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل و دماغ ان کی ہٹ دھرمی اور کفر کی وجہ سے مہر لگا کر بند کر دیئے ہیں اب یہ کسی بھی صورت حق کو قبول نہیں کر سکتے اور گمراہی میں مزید بڑھتے اور بھٹکتے ہی جائیں گے۔

ختم نبوت کی آیت پر مرزا بشیر کا اعتراض :

OPEN ACCESS

اِس عنوان کے تحت مرزابشیر لکھتا ہے کہ "بہر حال ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ آیت خاتم النبیین کے علاوہ (جو اس وقت خود زیر بحث ہے اور ہم (قادیانی) ابھی ثابت کریں گے کہ اس آیت کے بھی وہ معنی ہرگز نہیں جو ہمارے مخالفین (مسلمان) بیان کرتے ہیں) قرآن مجید میں کوئی ایک آیت یا کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے ہمارے آقا محمد ﷺ کے بعد ہر طرح کی نبوت کا دروازہ بند ہونا ثابت ہوتا ہو۔ ہماری (قادیانیوں کی) پہلی دلیل تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جو نبوت کا دروازہ بند کرتی ہو یا آیت خاتم النبیین کے ان معنوں کی مؤید ہو جو ہمارے مخالف (مسلمان) بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآنی اُصول کے مطابق اگر آیت خاتم النبیین کے واقعی وہی معنی تھے جو اس زمانہ کے مولوی صاحبان اس کی طرف منسوب کرتے ہیں تو قرآن مجید کو چاہیئے تھا کہ اپنی بہت سی دوسری آیتوں میں اس مضمون کو مختلف صُورتوں میں دُہرا کر اس پر دالائل اور شواہد کا ایک سورج چڑھا دیتا"۔[10]

تنقید:

مرزابشیر کی اس بات کا تفصیلی جواب سابقہ پیراگراف میں تفصیلا قلمبند کر دیا گیا ہے۔ وہ بار بار ایک ہی بات کو گھما پھرا کر مشکوک انداز میں پیش کرتا ہے کیونکہ اس کا مقصد صرف اور صرف سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنانا ہے۔ وہ بار بار اسی بات کو طول دے رہا ہے کہ قرآن کریم میں لفظ خاتم النبیین صرف ایک بار کیوں آیا ہے؟ یہ اس کی اس گمراہی اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے کہ وہ ضد پر اڑ گیا ہے ورنہ ایک حقیقی اور سچا مسلمان کبھی بھی قرآن کریم پر یہ اعتراض کرنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حکم ایک بار کیوں دیا یا ایک سے زائد بار کیوں دیا؟، بلکہ مسلمان کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ اللہ پاک کا سچا اور آخری کلام ہے اور ہمارے لئے بلا چوں چراں واجب العمل ہے۔

سورۃ فاتحہ کی آیات کی غلط تعبیر:

اِس عنوان کے تحت مرزابشیر لکھتا ہے کہ " اب میں اس قرآنی آیت کو لیتا ہوں جو قرآن مجید کی افضل ترین سورۃ میں بیان کی گئی ہے۔ قرآن مجید ہمیں اپنی سب سے پہلی سورۃ میں یہ دُعا سکھاتا ہے:" اھْدِنَا الصِّرَاطَ

CC BY

"الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"۔(سورۃ فاتحہ آیت 6۔7)"اے ہمارے خدا جس نے ہماری طرف محمدؐ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے تو ہمیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دے وہ راستہ جو تیری طرف سے انعام پانے والوں کا راستہ ہے"۔ یہ آیت جو قرآن مجید کے بالکل شروع میں درج ہے اور جسے ہر باعمل مسلمان دن میں کم از کم تیس دفعہ پڑھتا ہے محمد ﷺ کے متبعین کے لئے ایک عظیم الشان بشارت کی خبر دے رہی ہے ۔اس آیت میں خدا تعالیٰ مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی ہے کہ تم مجھ سے وہ تمام انعام مانگو جو میں تم سے پہلی امتوں میں انعام پانے والے لوگوں پر کرتا ہوں"۔[11]

تنقید:

سورۃ فاتحہ کو بطور دلیل پیش کرنے والے قادیانی اس بات سے ہی ناواقف ہیں کہ اس کا اصل مفہوم کیا ہے۔ اصل میں اللہ تعالی نے اس آیت میں "صراط مستقیم" پر چلنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق مانگنے کا کہا ہے نہ کہ نبوت مانگنے کا ذکر ہے جیسا کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ پر "انعمت" میں موجود انعام یافتہ لوگوں کی وضاحت کرکے بتادیا کہ وہ کون لوگ ہیں کن لوگوں کی پیروی کرنے کی دعا کی تلقین کی جارہی ہے تو قرآن نے خود بتایا کہ وہ انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین ہیں جن کی پیروی کرنے کی دعا کی جارہی ہے۔جیسا کہ درج ذیل آیت میں وضاحت کردی گئی ہے۔"فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ"۔[12] "یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کئے ان میں انبیاء، صدیقین، شہداء،صالحین ہیں"

دراصل یہاں پر ہدایت مانگنے کی دعا کی تلقین ہے نہ کہ نبی بننے کی دعا کی تلقین ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرمایا"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"۔[13]"تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے"۔یہاں پر بھی مرزائی نے اپنی نحوست کی وجہ سے قران پاک کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔قادیانیوں کے قرآنی مفہوم کو بدلنے سے یہ مفہوم لازم آتا ہے کہ انبیاء کی پیروی کرنے سے ہر بندہ ہی نبی بن جاتا،اسی طرح خدا کی پیروی کرنے سے ہر انسان خدائی کا دعوی کرنے لگے تو کیا یہ درست

OPEN ACCESS
CC BY

ہے۔ پھر یہ کہ مرزائیوں کے مطابق اس آیت میں نبوت مانگنے کی جو دعا کی جارہی ہے اس سے مرزائی محروم رہ گئے کیونکہ ان کی اس دعا کے مطابق ہر مرزائی / قادیانی نبی ہوتا لیکن ایسا بھی نہیں ہوا۔

مرزابشیر کا مرزاغلام قادیانی کو رسول اللہ ﷺ کا روحانی فرزند بتانا:

اس عنوان کے تحت مرزابشیر لکھتا ہے کہ " اس کے مقابل پر جو نبی اُمت محمدیہ میں مبعُوث ہوا ہے (غلام قادیانی) وہ خالصۃ آنحضرت ﷺ سے فیض یافتہ اور آپ ﷺ کا روحانی فرزند ہے اور اس نے جو کچھ پایا (مرزاغلام قادیانی) ہے آنحضرت ﷺ کی شاگردی اور غلامی میں پایا ہے۔ اس لئے اس کا آنا خواہ وہ ایک ہی ہے۔ یقیناً اُمت محمدیہ کی افضلیت کی دلیل ہے۔ چنانچہ اسی قسم کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزاغلام قادیانی) کہتا ہے اس جگہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں بہت سارے نبی گزرے ہیں (اور اُمت محمدیہ میں اِس وقت تک صرف ایک ہی نبی آیا ہے)اس طرح موسی کی فضیلت آتی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ (حضرت موسیٰؑ کی اُمت میں) جتنے نبی آئے اوہسب کو خدا کے چنیدہ تھے حضرت موسیٰ کی اس میں مرضی شامل نہ تھی۔ لیکن اس اُمت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا ولی آئے، اور ایک مرزاغلام قادیانی ہے جو خود رسول اللہ ﷺ کی امت کا نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے۔ اِن فیضانات کی دنیا میں کوئی مثال نہی ہے"۔

مزید مرزابشیر مزید لکھتا ہے کہ " اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے تمام امت ناقص تھی اور انبیاء کے بارے میں پہلے بتادیا کہ وہ از خود نبی تھے اس میں موسیٰؑ کا عمل دخل نہ تھا مگر اُمت محمدیہ میں بے شمار لوگ ولی بنائے گئے ان میں وہ ایک مرزاغلام بھی شامل ہے جو نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ 28)"۔[14]

تنقید:

درج بالا عبارت میں بھی قادیانی احادیث صحیحہ کو درج کرنے کے بعد اُن کی غلط تشریح کر رہا ہے اس کا مقصد صرف وہی ہے جھوٹی و من مانی تشریح کرنے کے بعد مرزاغلام قادیانی کو نبی ثابت کرتا ہے۔ وہ تصویر کا رخ یوں پیش کرتا ہے جس سے سادہ مسلمان یہ سمجھیں کہ حب رسول ﷺ میں یہ بات کر رہا ہے لیکن اصل میں

OPEN ACCESS
CC BY

قرآن وحدیث کی من مانی اور خود ساختہ تشریح کرکے ابہام پیدا کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام سازش کررہاہے۔ خلاصہ البحث یہ ہے کہ جو حدیثیں مرزابشیر نے درج کی ہیں اُن سے وہی ایسی تصویر بناکر دکھاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت تک کی اُمت کے لئے آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد نہ توکسی نبی کی ضرورت ہے نہ ہی کوئی نبی آسکتا ہے،اِس اُمت کو قیامت تک رسول اللہ ﷺ کے دامن سے وابستہ رہنے کا اعزاز دیا گیا ہے اور صرف سول اللہ ﷺ کی پیروی کا حکم ہے۔ جبکہ حقیقت میں وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے دعویدار ہیں، اور اس بات پر زور دے رہاہے کہ جیسے موسیٰؑ کے بعد نبی آئے تھے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی آتے رہیں گے، لیکن ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سورۃ نساء کی آیت کی غلط تشریح:

اِس عنوان کے تحت مرزابشیر لکھتا ہے کہ "اِس وقت تک میں نے یہ بتایا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی آیت علیحدہ اور منفرد صورت میں بھی اُمت محمدیہ کے لئے سارے اُن انعاموں کا درواز کھول رہی ہے جو گزشتہ اُمتوں کو ملے تھے۔ اب میں سورۂ نساء والی آیت کو علیحدہ صورت میں لیکر بات کرتا ہوں کہ وہ بھی اس دروازہ کو واضح طور پر کھول رہی ہے۔ یہ آیت جیسا کہ وہ اوپر کی بحث میں بھی درج کی جاچکی ہے۔"وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا"۔(سورہ نساء آیت 70)"یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی سچی پیروی اختیار کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہیں جن پر خدا نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحین۔ اور یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے بہت اچھے ساتھی اور رفیق ہیں"۔

"اب دیکھو کہ یہ آیت علیحدہ صورت میں بھی کسی وضاحت کے ساتھ اعلان کررہی ہے کہ محمد ﷺ کے سچے متبعین کے لئے خدا کے سارے انعاموں کا راستہ کُھلا ہے۔ یعنی وہ حسب استعداد اور علی قدر مراتب نبی بھی بن سکتے ہیں، صدیق بھی بن سکتے ہیں، شہید بھی بن سکتے ہیں اور صالح بھی بن سکتے ہیں۔ اور یہ وہ طبقات ہیں جن کی رفاقت ایک دوسرے کے لئے بڑی بابرکت اور پاکیزہ ہے۔ گویا اِس آیت کی رو سے آنحضرت ﷺ کا مقام اتنا

OPEN ACCESS
CC BY

بلند اور اتنا ارفع ہے کہ آپ کی پیروی انسان کو بڑے سے بڑے روحانی اِنعام کا وارث بنا سکتی ہے۔ اور کوئی انعام ایسا نہیں جو آپؐ کے سچے متبع کی پہنچ سے باہر ہو۔ اِس کے مقابل پر جب اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں آنحضرت ﷺ کے علاوہ باقی نبیوں کا ذکر کرتا ہے تو وہاں نبوت کے اِنعام کا ذکر ترک کر کے صرف صدیقوں اور شہیدوں کے ذکر پر ہی اکتفا فرماتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے "وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ"۔ (سورہ حدید آیت 20) "جو لوگ اللہ اور اس کے رسُولوں پر سچا ایمان لاتے رہے. ہیں وہ خدا کے نزدیک حسب استعداد صدیق اور شہید کا درجہ پاتے رہے ہیں"

"ان دو آیتوں (یعنی سورۂ نساء کی آیت اور سورۂ حدید کی آیت) کے الفاظ اور مفہوم میں جو نمایاں فرق پایا جاتا ہے وہ ہر اِنسان کو اِس بات کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ جہاں سابقہ نبیوں کے متبعین کے لئے صرف صدیق اور شہید بننے کا انعام کھلا تھا اور وہ اپنے نبی متبوع کی پیروی کی بناء پر نبوت کا اِنعام نہیں پا سکتے تھے وہاں ہمارے رسول ﷺ کی اُمت کے لئے آپ کی شاگردی میں علی قدر مراتب صدیق اور شہید کے اِنعاموں کے علاوہ نبوت کا اِنعام بھی کُھلا ہے۔"۔[15]

تنقید:

مرزا بشیر نے یہاں پر سُورۃ نساء کی آیت انہتر (69) کا ترجمہ اور تشریح اپنی ازلی وابدی، بد خلقی کی وجہ سے یہاں بھی اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ہٹ کر تبدیل کر دیا ہے جیسا کہ اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں صراط مستقیم پر چلنے اور اِس پر قائم رہنے کی توفیق مانگنے کا کہا ہے نہ کہ نبوت دینے کا ذکر ہے جیسا کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ پر انعمت میں موجود انعام یافتہ لوگوں کی وضاحت کر کے بتا دیا کہ وہ کون لوگ ہیں کِن لوگوں کی پیروی کرنے کی دعا کی تلقین کی جا رہی ہے تو قرآن نے خود بتایا کہ وہ انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین ہیں جن کی پیروی کرنے کی دعا مانگنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ درج ذیل آیت میں وضاحت کر دی گئی ہے "فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ"۔[16] "یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی نے اِنعام کئے اُن میں انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین ہیں"۔

CC BY

دراصل یہاں پر ہدایت مانگنے کی دعا کی تلقین ہے نہ کہ نبی بننے کی دعا کی تلقین ہے۔اِسی طرح اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا نہ کہ نبوت دے گا۔ یہاں پر بھی مرزائی اپنی نحوست کی وجہ سے قران پاک کو سمجھنے میں بار بار غلطی پر ہیں، اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔صاحب عقل و فہم غور فرمائیں۔

مرزابشیر کی لفظ مع کی من مانی تشریح:

اس عنوان کے تحت مرزابشیر الدین لکھتا ہے کہ "اگر اس جگہ کسی شخص کو یہ خیال گزرے کہ سورۃ نساء والی آیت میں مَعَ (یعنی ساتھ) کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پیروکار نبی نہیں بن سکتے بلکہ صرف نبیوں کی معیت حاصل کر سکتے ہیں۔تو یہ ایک سخت کوتاہ نظری کا اعتراض ہوگا۔کیونکہ اوّل تو درج بالا آیت میں مَعَ کا لفظ نبیوں کے ساتھ استعمال نہیں ہوا۔بلکہ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ کے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوا ہے جن میں نبی اور صدیق اور شہید اور صالح سب شامل ہیں۔پس اگر مع کے لفظ کی وجہ سے اس آیت کا یہ مطلب لیا جائے کہ ایک مسلمان آج آنحضرت ﷺ کی شاگردی اور پیروی کی وجہ سے نبوت کا اِنعام نہیں پا سکتا۔بلکہ صرف نبیوں کی ظاہری معیت حاصل کر سکتا ہے تو پھر اس کے ساتھ یہ بات بھی لازماً قبول کرنی ہوگی کہ نعوذباللہ کوئی مسلمان منعم علیہ گروہ میں شامل نہیں ہو سکتا۔اور نبی بننا تو الگ رہا سچے، شہداء، صالحین میں شامل نہیں ہو سکتا اور ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات بالبداہت باطل ہے"۔پھر آگے مرزابشیر مزید لکھتا ہے کہ "علاوہ ازیں عربی زبان کے محاورہ کی رو سے یہ بات ہے کہ بعض اوقات مَعَ کا لفظ مِن کے معنوں میں بھی آتا ہے۔چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ: رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ (سورہ آل عمران آیت 194)(یعنی اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش اور ہماری کمزوریوں کو دور فرما اور ہمیں اپنے نیک بندوں کے ساتھ (یعنی نیک بندوں میں شامل کر کے) وفات دے آیت میں جو مع الابرار (یعنی نیک بندوں کے ساتھ) کا لفظ آتا ہے اِس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ وفات دے یعنی جب کوئی نیک آدمی مرنے لگے تو اس وقت ہماری جان بھی قبض کر لے۔بلکہ اس جگہ مَعَ کے معنی یقیناً مِن کے ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں نیک بندوں میں شامل کر کے وفات دے اور ایسا نہ ہو کہ ہم گناہ کی حالت

OPEN ACCESS
CC BY

میں مریں اسی طرح مثلاً اِبلیس سجدہ کرنے ولوں میں نہیں تھا اور دوسری جگہ تو مِن کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرماتاہے کہ "لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ" (سورہ اعراف آیت 12)یعنی ابلیس سجدہ کرنیوالوں میں نہیں تھا اور دوسری جگہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مَعَ کا لفظ استعمال کر کے فرماتا ہے۔"ابى أَنْ يَكُونَ مَعَ السجدين"(سورۃ حجر آیت 32) ابلیس نے سجدہ کرنیوالوں کے ساتھ ہونے سے اِنکار کر دیا۔اور اِسطرح گویا خود قرآن نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ بعض اوقات مَعَ کا لفظ مِن کے معنوں میں بھی استعمال ہو جاتا ہے وَهُوَ المُرادُ "۔"الغرض مَعَ کے لفظ کا مِن کے معنوں میں استعمال ہونا عربی زبان میں اتنا عام ہے کہ کوئی معمولی علم رکھنے والا اِنسان بھی اِس کا اِنکار نہیں کر سکتا۔اور حق یہ ہے کہ اِس قسم کا محاورہ ہر زبان میں ملتا ہے جیسا کہ مثلا اُردو میں بھی کہتے ہیں کہ فلاں شخص مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔اور اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ لیگ سے الگ رہ کر صرف اس کی ظاہری اور جسمانی معیت اختیار کئے ہوئے ہے۔بلکہ اس سے لازماً یہی مراد ہوتی ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ایک فرد ہے اور لیگ والوں میں شامل ہے۔مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ کے مولوی صاحبان نے قرآن مجید میں تدبر کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے اور محض سطحی باتوں یا منقولی قصوں میں اُلجھ کر بیٹھ گئے ہیں۔"[17]۔

تنقید:

مرزابشیر نے اِس ساری بحث میں یہ ثابت کرنے کی ناکام جدوجہد کی ہے کہ جب ایک انسان صدیق، شہداء اور صالحین کے درجے کو پہنچ سکتا ہے تو نبی کا درجہ کیوں نہیں حاصل کر سکتا۔یہ بات وضاحت کے ساتھ بار بار بتائی گئی ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہوتی بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وہبی ہے۔جیسا کہ یہ بات واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی للہ تعالیٰ سے نبوت مانگی نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ خود رسول اللہ ﷺ کو اور تمام انبیاء کو نبوت کے لئے خود چنا تھا۔یہ بات یادرکھنے کے قابل ہے باقی قادیانیوں کی تمام بحث خود ساختہ نبوت کو ثابت کرنے کی ایک فضول بحث ہے۔جو قرآن و سنت سے قطعا ثابت نہیں۔لفظ مَعَ اصل میں معیت کے

OPEN ACCESS CC BY

معنوں میں آتا ہے، جس سے یہ مراد ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ہونا اس سے قطعی یہ مراد نہیں کہ کسی فرد کو نبی بنادیا جائے۔

مرزابشیر کی قرآنی لفظ من و مع کی من مانی تشریح:

اس عنوان کے تحت مرزابشیر الدین لکھتا ہے کہ "حق یہ ہے کہ مِن کو چھوڑ کر مَعَ کا لفظ اختیار کرنے میں حکمت یہ تھی، وہ یہ کہ اِس آیت میں مِن اور مَعَ دونوں کا مرکب مفہوم پیدا کیا جائے۔ یعنی فرض یہ تھی کہ اس جگہ مَعَ کا لفظ ایک ہی وقت میں مَعَ اور مِن دونوں کے معنی دے۔ اس کی تفصیل یہ ہے جیسا کہ حدیث میں محمدؐ فرماتے ہیں (الارواح جنود مجندۃ) یعنی روحوں کے بھی مختلف گروپ ہوتے ہیں۔ اور ایک قسم کی روح میں اسی قسم کی روحوں کی طرف جھکتیں اور اُن کے ساتھ رابطہ اور اتحاد پیدا کرتی ہیں۔ پس اِس جگہ مِن کا لفظ چھوڑ کر مَعَ کا لفظ اِس لئے لایا گیا ہے تا کہ اس لطیف حقیقت کی طرف اشارہ کیا جائے کہ یہ انعام پانے والے لوگ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں میں شامل ہونے کے علاوہ اپنے اندر معیت کا مفہوم بھی پیدا کریں گے۔ یعنی ہر طبقہ کے لوگوں کا آپس میں کامل اتحاد اور رابطہ اور اتصال ہوگا۔ اور وہ گویا جنود مجندۃ کا نظارہ پیش کریں گے۔ چنانچہ اس فرض کے ماتحت آیت کے آخر میں حسن اولئک رفیقا کے الفاظ رکھے گئے ہیں تا اِس روحانی رفاقت اور رابطہ اور اِتحاد کی طرف اشارہ کیا جائے جو ہر منعم علیہ جماعت میں لازماً موجود ہوتا ہے اور ہونا چاہیے۔ اِس اصول کے ماتحت آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث میں فرماتے ہیں کہ: الانبیاء اخوۃ من علات اُ نھا مھم شتیّ و دینھم واحد (مسلم باب فضائل عیسیٰؑ) (یعنی تمام نبی آپس میں ایسے بھائی بھائی ہیں کہ ان کی مائیں تو عبد اخد اہیں مگر باپ ایک ہی ہے اور دین بھی ایک ہے)۔

پس حدیث زیر غور میں بھی اسی روحانی اتحاد کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مَعَ کا لفظ لایا گیا ہے تا مِن اور مَعَ کا مرتب مفہوم پیدا کر کے آیت کے معنی میں وسعت پیدا کی جائے۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ کے اکثر مولوی صاحبان قرآنی معارف اور غوامض سے بالکل کورے ہیں۔ اور سمندر میں غوطہ لگا کر اس کی گہرائیوں سے موتی نکالنے کی بجائے اس کی سطح کی جھاگ اور خس و خاشاک کو ہی جو خود ان کی اپنی پیدا کردہ ہے، اپنے سینوں سے

OPEN ACCESS
CC BY

لگائے بیٹھے ہیں ورنہ انہیں نظر آتا کہ قرآن مجید کا ہر لفظ اور ہر حرف اپنے اندر نہایت وسیع اور گہرے معانی رکھتاہے اور یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید ایک عام لفظ کو چھوڑ کر اُس کی جگہ کوئی دوسرا لفظ اختیار کر تا ہے تو اِس تبدیلی میں بھی ایک بھاری حکمت مخفی ہوتی ہے"۔[18]

تنقید:

اِس جگہ پھر سے قادیانی آیت اور حدیث لاکر مسلمانوں میں غلط فہمی پیدا کررہے ہیں، جبکہ قرآن وحدیث کے معنی میں اپنی مرضی سے ردو بدل کرکے موڑ تروڑ کر پیش کررہے ہیں جو ان کی عادت خاصہ ہے۔اپنی جھوٹی فطرت سے مجبور ہیں۔درج بالا آیت من یطع الرسول میں آنے والا لفظ مَعَ، عرب میں کہیں بھی مِن کے معنی میں استعمال نہیں ہوا، اگر یہ مِن کے معنوں میں آتا تو مَعَ پر مِن کا آنا ممنوع ہوتا، جبکہ ہم نے مطالعہ کے دوران یہ دیکھا ہے کہ مِن، مَعَ پر داخل ہے جیسا کہ مصباح المنیر میں درج ہے کہ دخول من نحو جئت من معه۔معه القوم۔[19] (میں داخل ہوا اس طرح سے جیسے میں اسکے ساتھ آیا ہوں یعنی قوم کے ساتھ آیا ہوں) اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ مِن کبھی بھی مَعَ کے معنی میں نہیں آسکتا۔ورنہ ایک ہی لفظ کی بار بار تکرار کی وجہ سے جملہ ثقیل ہوجائے گا۔اگر عرب لغت کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔یہاں پر راقم کچھ آیات کو بطور دلیل پیش کرتا ہے۔جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: "إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ "۔[20] "بیشک اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالی ہے:"لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا"۔[21] "تو غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:"مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ"۔[22] "محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ ایمان والے وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم کرنے والے ہیں"۔

OPEN ACCESS
CC BY

درج بالا آیات میں کہیں بھی لفظ مَعَ، مِن کے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔اب آپ غور کریں کیا کہیں بھی کسی مفسر نے مَعَ کا معنی مِن میں استعمال نہیں کیا۔

قادیانی دوسری جگہ بطور دلیل جو آیت لائے ہیں وہ درج ذیل ہے:"لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ" [23]"وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا"۔اسکے ساتھ ہی وہ دوسری آیت لاتے ہیں وہ درج ذیل ہے:" اَبَی اَنْ یَکُونَ مَعَ السَّاجِدِینَ"۔[24]"اس نے انکار کیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو"۔

دونوں آیات کے ترجمہ میں مَعَ اور مِن کی وجہ سے واضح فرق ہے لیکن قادیانی اپنی جہالت اورازلی ہٹ دھرمی سے اس ترجمہ کے منکر ہیں جس پر اہلسنت والجماعت کا متفق ہیں۔

مرزابشیر قرآنی آیات کی من مانی تعبیر:

اس عنوان کے تحت مرزابشیر لکھتاہے کہ "اس کے بعد میں ایک ایسی قرآنی آیت کو لیتاہوں جس میں امت محمدیہ میں صریح طور پر رسولوں کی آمد کا وعدہ دیا گیاہے۔قرآن شریف فرماتاہے:"يَابَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" ۔(سورہ اعراف آیت(36)(یعنی اے بنی آدم اگر آئندہ تمہارے پاس تم میں سے خدا کے رسول آئیں جو تم پر خدا کی آیات پڑھ کر سُنائیں تو تم ہر گز انکار نہ کرنا بلکہ ایمان لے آنا کیونکہ جولوگ رسولوں کی آمد پر تقویٰ اختیار کرتے اور اپنی اصلاح کرتے ہیں وہ خوف اور خون سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔اس آیت میں اللہ تعالی اپنے رسول پاک ﷺ کے ذریعہ تمام بنی آدم کو مخاطب کرکے فرماتاہے کہ اگر آئندہ کسی زمانہ میں کہ تم میں سے (کیونکہ اب غیروں میں رسول مبعوث ہونے کا دروازہ بند ہو چکا ہے)کوئی رسول مبعوث ہو تو انکار نہ کرتا بلکہ خدا کا تقوی اختیار کرکے اپنی اصلاح کی فکر کرنا کیونکہ یہی تمہارے لئے خوف و حُزن سے نجات پانے کا رستہ ہے۔اب دیکھو کہ یہ آیت کسی صراحت اور وضاحت کے ساتھ اور کن زوردار الفاظ میں اُمت محمدیہ میں حسب ضرورت رسولوں کی آمد کا دروازہ کھول رہی ہے۔"۔[25]

OPEN ACCESS
CC BY

تنقیدی جائزہ:

یہاں پر بھی مرزانے اپنی ازلی وابدی بد خلقی کی وجہ سے قرآن کریم کی آیت کے معنی و مفہوم کو بدل کر رکھ دیا ہے لیکن اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے سوائے مسلمانوں کو شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے۔ یہاں بھی قرآن کریم کی من مانی تشریح کی گئی ہے جو اس کی ذہنی بیماری کا سبب ہے۔ آیت کے ترجمہ و تفسیر پر غور و فکر کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے سابقہ قوموں میں سابقہ انبیاء کے لئے کہی تھی کہ جب بھی تمہارے پاس کوئی نبی آئے تو اس کی بات کو ماننا۔ لیکن اُمت محمدیہ ﷺ میں جب نبوت کا سلسلہ ہی ختم ہو گیا تو اس آیت کو یہاں اس مفہوم کے تحت لانا ہی قادیانیوں کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مرزابشیر کا آیت ماکان محمدؐ کی خودساختہ تشریح:

اِس عنوان کے تحت مرزابشیر الدین لکھتا ہے کہ "اس آیت کی تشریح پیش کرنے سے قبل اس کی شان نزول کا ذکر کرنا ہے۔ ابھی آنحضرت ﷺ مکہ میں ہی رہتے تھے کہ قضاءِ الٰہی سے آپؐ کی ساری نرینہ اولاد جو حضرت خدیجہؓ طاہرہ سے تھی فوت ہو گئی۔ اس پر بدبخت کفار مکہ نے آپؐ پر طعن کیا کہ نعوذ باللہ آپؐ بے ثمر اور ابتر ہیں اور یہ کہ آپؐ کی وفات کے ساتھ آپ کا سارا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں کہ "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ "۔(سورہ الکوثر) (اے محمد! ہم نے تجھے عظیم الشان نعمتیں عطا کی ہیں۔ پس تو ان انعاموں کی شکر گزاری میں خوب عبادت بجالا اور خدا کے راستہ میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کر کیونکہ دعاؤں اور قربانیوں کے نتیجہ میں تو اور ترقی کریگا اور یقیناً تیرا دشمن جو تجھے ابتر کہتا ہے وہ خود بہتر اور بے ثمر رہے گا)"۔

اس کے بعد "جب مدینہ کی ہجرت ہو چکی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائی حکم کے ماتحت اعلان کیا کہ میں نے جو اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا وہ اب اسلامی اِحکام کے ماتحت جائز نہیں رہا۔ اس لئے آئندہ وہ میرے ساتھ زید کا کوئی جسمانی رشتہ نہ سمجھا جائے (سورہ احزاب آیت 5 تا 7 ہے) تو اس اعلان سے بدبخت کفار نے ناجائز فائدہ اٹھا کر پھر اپنے سابقہ طعن کو دہرایا کہ لڑکے تو پہلے ہی مر

OPEN ACCESS
CC BY

چکے تھے اب متبنی کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا اور گویا خاکش بدہن ابتریت مکمل ہو گئی۔ اس پر خاتم النبیین والی آیت نازل ہوئی اور اس کے ذریعہ اعلان کیا گیا کہ بیشک خدائی مصلحت کے ماتحت محمد ﷺ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں لیکن وہ خدا کا رسول ہے اور اس لحاظ سے وہ کثیر التعداد روحانی اولاد کا باپ ہے بلکہ عام رسولوں سے بھی بڑھ کر وہ خاتم النبیین بھی ہے۔ اور اس کے پروں کے نیچے نبی اور رسول پرورش پانے والے ہیں۔ پس وہ ہر گز ابتر اور بے ثمر نہیں بلکہ عظیم الشان روحانی سلسلہ کا بانی اور اولین و آخرین کا سردار ہے"۔[26]

تنقید:

اس آیت کے شان نزول میں مرزا قادیانی نے جو بات درج کی ہے کہ زید بن حارثہ جو کہ نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ عرب میں منہ بولے بیٹے کو سگا تصور کیا جاتا تھا اس رسم کا خاتمہ مقصود تھا کیونکہ اس کے بعد اختلاط نسب، وراثت کے احکام میں غیر شرعی وارث اور اصل وراثت سے بچے کا محروم ہونا اور اس کی بیوی کو سگی بہو کا درجہ دیا جاتا تھا اور اس سے نکاح کرنا بھی اسی طرح حرام سمجھتے تھے جیسے سگی بہو سے نکاح کرنا حرام تھا ،اس لئے ان امور سے روکنے کے لئے اللہ تعالی نے اس معاملے کو مکمل ختم کر دیا۔ لیکن مرزا نے اس پوری عبارت میں جو بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے "وہ کثیر التعداد روحانی اولاد کا باپ ہے" یہ نہ تو قرآن سے ثابت ہے نہ ہی کسی حدیث سے یہ ان کی طرف سے منسوب کردہ ناقص و کم عقلی کی بے بنیاد بات کے سوا کچھ نہیں۔

مرزا بشیر کی لفظ لٰکِن کی خود ساختہ تعبیر:

اس عنوان کے تحت مرزا بشیر الدین لکھتا ہے کہ "گو عربی محاورہ کے لحاظ سے یہ دونوں معنی درست ہیں لیکن اول الذکر معنی یقیناً زیادہ صحیح اور آیت کے الفاظ اور شان نزول کے لحاظ سے زیادہ درست ہیں۔ لیکن خواہ ان دو امکانی معنوں میں سے کوئی معنی لئے جائیں بہر حال موجودہ زمانہ کے غیر احمدی علماء (مسلمانوں) کا استدلال درست ثابت نہیں ہوتا۔ اور اس آیت سے یہ بات کسی طرح مستبد نہیں ہو سکتی کیا آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی امامت کا دروازہ کلی طور پر بند ہے"۔

CC BY

"دراصل اندرونی شہادت کے لحاظ سے اس آیت کی کنجی دو لفظوں میں ہے۔ ان میں سے ایک لٰکِنّ کا لفظ ہے اور دوسرا خاتم کا لفظ ہے۔ اور ان دو لفظوں کی صحیح تشریح کیے بغیر آیت کے اصل معنی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ لٰکِن کا لفظ عربی قواعد کے مطابق وہاں استعمال کیا جاتا ہے جہاں کسی جملہ یا فقرہ کے بعد اس کے مقابل کا مفہوم بیان کرنا مقصود ہو یا جہاں پہلے جملہ سے کوئی شبہ پیدا ہوتا ہو اور لٰکِن کے ذریعہ دوسرا جملہ بیان کرکے اس شبہ کا ازالہ کیا جائے۔ معلوم اگر کسی جملہ میں کوئی منفی مضمون بیان کیا گیا ہو تو لکِن کے بعد اس کے مقابل کا مثبت مضمون بیان کرتے ہیں۔ اور اگر کسی فقرہ میں کوئی مثبت مضمون مذکور ہو تو لکِن کے بعد اس کے مقابل کا منفی مضمون لاتے ہیں۔ اور چونکہ لکِن کا لفظ اردو زبان میں بھی تقریباً عربی والے مفہوم میں ہی استعمال ہوتا ہے اس لئے اس جگہ اس کی تشریح کے لئے اُردو کی مثالیں بیان کرنا کافی ہیں۔ مثلاً اُردو میں کہتے ہیں کہ "حمید بدن کا کمزور تو ہے لیکن بہادر ہے"۔ اب اس جملہ میں بدن کے کمزور ہونے کے مقابل پر لکن کا لفظ استعمال کرکے بہادر کا لفظ رکھا گیا ہے۔ اور اس طرح جو شبہ بدن کے کمزور ہونے کے تصور سے پیدا ہوسکتا ہے کہ شاید حمید بہادر نہ ہو۔ اسے لیکن کے لفظ کے بعد بہادر کا لفظ استعمال کرکے دُور کیا گیا ہے۔ اسی طرح مثلاً کہتے ہیں کہ سب لوگ آٹھ گئے لیکن سعید نہیں اُٹھا۔ اب اس جگہ سب لوگوں کے اُٹھ جانے سے یہ شبہ پیدا ہوسکتا تھا کہ شاید کوئی شخص بھی بیٹھا نہ رہا تو اس شبہ کو لیکن کے استعمال کے بعد دوسرا جملہ بول کر دور کیا گیا اور بتایا گیا کہ گو باقی سب لوگ اُٹھ گئے ہیں لیکن سعید نہیں اُٹھا اور ابھی تک بیٹھا ہوا ہے۔ الغرض لیکن کا لفظ وہاں استعمال کیا جاتا ہے جہاں کسی امکانی شبہ کا تدارک کرنا مقصود ہو یا کسی بات کے بعد اس کے مقابل کی بات بیان کرنی مد نظر ہو۔ اس قسم کے استعمال کو عربی محاورہ میں استدراک کہتے ہیں اور لغت کی ہر کتاب میں لکھا ہے کہ لِکین کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے۔

اب اچھی طرح غور کرکے سمجھ لو کہ اگر خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا کئے جائیں جیسا کہ ہمارے مخالفین کرتے ہیں تو پھر اس آیت میں لِکین کا لفظ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اور یہ آیت نعوذ باللہ ایک مہمل کلام بن جاتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں آیت کے معنی یہ بنتے ہیں کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ تو نہیں لیکن وہ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

اب غور کرو کہ خدائے علیم و حکیم تو الگ رہا کیا کوئی معمولی عقل کا آدمی بھی اس قسم کا مہمل کلام کر سکتا ہے جس میں لیکن کے لفظ سے پہلے کا جملہ اور لیکن کے بعد کا جملہ ایک ہی مفہوم کے حامل ہوں۔ سابقہ شبہ کو دور کرنے کی بجائے اُسے اور بھی زیادہ مضبوط کر دیا جائے یہ تو اس قسم کا فقرہ بن جاتا ہے کہ "سارے لوگ اُٹھ گئے لیکن سعید ابھی اُٹھ گیا"۔[27]

تنقید:

مرزا کی اس بات کا جواب یہ ہے کہ ایک نبی، رسول اپنی امت کے لئے حد درجہ شفیق ہوتا ہے جیسا کہ ایک سگا باپ ہوتا ہے، لیکن نبی سگے والد سے زیادہ محبت کرنے والا اور مشفق ہوتا ہے۔ یہاں لکِن کا لفظ استعمال کر کے اس وہم کا ازلہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی بھی مرد کے صلبی والد نہیں ہیں لیکن آپ ﷺ اللہ تعالی کے نبی اور رسول اللہ ﷺ ہیں اور رسول اُمت کا باپ ہوتا ہے جیسا کہ امام راغب نے لکھا ہے: "الأب الوالد ويسمى كل من كان سببا في إيجاد شيء أو صلاحه أو ظهوره أبا ولذلك يسمى النبي صلى الله عليه وسلم أبا المؤمنين"۔[28] "اور ہر اس شخص کو باپ کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی ایجاد، یا اصلاح یا ظہور میں شامل ہو اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ کو ابو المومنین کہا جاتا ہے"۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے "النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم"۔[29] "جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں، اور اُن کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں اور بعض قرات میں یہ بھی ہے کہ آپؐ مومنین کے باپ ہیں"۔

اسی طرح اس کی دوسری مثال میں حضرت لوطؑ کی اس بات سے وضاحت ہوتی ہے جس وقت فرشتے ان کے گھر مہمانوں کی صورت میں آئے تھے اور ان کی قوم خوبصورت لڑکے دیکھ کر برائی کرنے دوڑے آئے اور لوطؑ سے مطالبہ کیا کہ ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔ حضرت لوط نے اپنی قوم کی بیٹیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم چاہو تو ان سے نکاح کر لو یہ پاکیزہ بات ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

"قَالَ يَاقَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ "۔[30]"لوطؑ نے کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے پاکیزہ راستہ ہے پس تم اللہ تعالی سے ڈرو"۔

ان ایات سے معلوم ہوتا ہے کہ والد دو طرح سے ہوتے ہیں ایک صلبی / رضاعی، دوسرا روحانی۔ روحانی والد پر نسب کی طرح حلت و حرمت کے احکام رائج نہیں ہوتے۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمان رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہیں۔

اس تمام بحث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ تمام اُمت کے روحانی والد ہیں، کسی بھی ایک یا دو اشخاص کے نہیں۔ اور روحانی والد یا اولاد ہونے سے نبوت مل جانے کا دعویٰ کرنا دماغی خبط کے سوا کچھ نہیں۔

مرزا بشیر کی لفظ خاتم کی من مانی تشریح:

اس عنوان کے تحت مرزا بشیر الدین لکھتا ہے کہ " اس آیت میں دوسرا خاص لفظ خَاتَم کا ہے۔ یہ لفظ گو عام قرآت میں ت کی زبر سے درج ہے اور پاکستان کا ہر قرآنی نسخہ خواہ وہ احمدیوں کے ہاتھ میں ہے یا غیر احمدیوں کے ہاتھ میں اس لفظ کو ت کی زبر سے ہی ظاہر کرتا ہے۔ مگر یہ درست ہے کہ ایک شاذ قرآت میں ت کی زیر بھی آئی ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ خواہ کوئی سی صورت لے لی جائے اس آیت سے نبوت کا بند ہونا بہر حال کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ لغت کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے ت کی زبر سے خَاتَّم کے معنی مُہر کے ہوتے ہیں چنانچہ تاج العروس میں لکھا ہے الخاتم مایو ضع علی الطینۃ۔ یعنی خَاتم کے معنی اس مہر کے ہوتے ہیں جو لاکھ یا مٹی یا کاغذ وغیرہ پر لگائی جاتی ہے۔ جیسا کہ مثلاً حدیث سے یہ لگتا ہے کہ ہمارے آنحضرت ﷺ نے قیصر و کسری کو تبلیغی خطوط بھجواتے ہوئے ان خطوط پر اپنی تصدیقی مہر ثبت کی تھی۔ اس لحاظ سے آیت کے یہ معنی بنتے ہیں کہ:" محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے جسمانی باپ تو نہیں لیکن وہ رسول ہونے کے لحاظ سے مومنوں کے روحانی باپ ہیں بلکہ وہ نبیوں کی بھی مُہر ہیں اور آئندہ وہی شخص سچا نبی سمجھا جاسکتا ہے جسے آپ کی مہر اور تصدیق حاصل ہو۔"

OPEN ACCESS
CC BY

"اب دیکھو یہ معنی کتنے صاف اور کتنے واضح ہیں۔ جسے ایک بچہ بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ اور پھر دیکھو کہ ان معنوں کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کی کتنی بلند شان ثابت ہوتی ہے کہ آپؐ صرف عام رسول ہی نہیں بلکہ آپؐ کی مہر نبی تراش ہے اور آپؐ کی کامل پیروی اور روحانی توجہ سے ایک شخص نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ اور اس طرح آپؐ گویا نبیوں کے بھی روحانی باپ ہیں۔ الغرض اگر اس آیت میں ایک طرف آپؐ کی جسمانی اولاد کی نفی کی گئی ہے تو دوسری طرف لٰکِن کا لفظ استعمال کر کے آپ کی روحانی اولاد کا اثبات کر دیا گیا ہے۔ اور پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپؐ کے ہاتھ میں نبی گری کی مُہر دے کر آپؐ کو نبیوں کا بھی روحانی باپ قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مجاز کے طور پر خَاتَم کے معنی انگوٹھی کے بھی ہوتے ہیں (تاج العروس) اور چونکہ انگوٹھی زینت کا موجب ہوتی ہے اس لیے اس لحاظ سے **خاتم النبیین** کے معنی ایسے وجود کے ہوں گے جو گویا جملہ انبیاء کے لئے موجب زینت ہے اور یہ معنی بھی اپنی جگہ بہت لطیف ہیں"۔[31]

تنقید:

خاتم لفظ، حرف ت کے زبر اور زیر کے ساتھ متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے، یہاں لفظ خاتم، لفظ نبیین کی طرف مضاف ہو رہا ہے اس لئے کہ اس کے معنی نبیوں کا ختم کرنے والا ہے۔ اس بات پر قرآن سنت، اجماع اور امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔ اگر ہم مرزائیوں کے مطابق یہ معنی مراد لیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر سے نبی بنتے ہیں تو یہ مفہوم قران، سنت، اجماع کے خلاف ہو جائے گا۔ بالفرض اگر اس سے وہی معنی مراد لیا جائے جو مرزائی کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر سے نبی بنتے ہیں تو نبوت ایک کسبی چیز بن جائے گی لیکن نبوت حقیقتاً کسبی نہیں وہبی چیز ہے۔

اس عبارت کے آخری حصہ میں مرزا نے کہا ہے: کہ "مجاز کے طور پر خَاتَم کے معنی انگوٹھی کے بھی ہوتے ہیں (تاج العروس) اور چونکہ انگوٹھی زینت کا موجب ہوتی ہے"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انگوٹھی کے معنی "زینت" مجازی معنی ہیں جبکہ علم لغت، علم بیان، علم بلاغت کی رو سے مجازی معنی اس وقت مراد لئے جاتے ہیں جب حقیقی معنی مراد لینا مشکل ہو یا نا ممکن ہو۔ یہاں پر حقیقی معنی واضح ہیں اس لئے مجازی معنی مراد لینے کی ضرورت ہی

OPEN ACCESS
CC BY

نہیں ہے۔اب اگر ہم ہر شخص کو لفظی و معنوی معنی اپنی مرضی سے لینے کی اجازت دے دیں تو قران و حدیث کی من مانی تشریح شروع ہو جائے گی۔اور شریعت کے احکام بے معنی ہو جائیں گے۔

مرزابشیر کے مطابق لفظ خاتم پر زیر کی خود ساختہ توضیح:

اس عنوان کے تحت مرزا بشیر الدین لکھتا ہے کہ " لفظ خَاتِم کی دوسری قرأت جو شاذ کے طور پرت کی زیر سے بیان ہوئی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اس کی رو سے بھی ہر گز نبوت کا ختم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس صورت میں لفظ **خاتم النبیین** کے صاف اور سیدھے معنی یہ بنتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت کے کمالات ختم ہیں یعنی آپؐ افضل ترین نبی ہیں نہ یہ کہ آپؐ نعوذ باللہ نبوت کا انعام ہی ختم کرنے والے اور ایک بہتی ہوئی نہر کو بند کرنے والے ہیں۔ چنانچہ عربی لغت کی کتاب اقرب الموارد میں درج ہے کہ ختم اللہ لہ الخیر اتمہ (یعنی جب یہ کہا جائے کہ خدا نے فلاں شخص کے لئے خوبیوں کو" **ختم** " کر دیا تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ انہیں کمال تک پہنچادیا)۔ پھر اس بات کو تو سکول کے بچے بھی جانتے ہیں کہ جب مثلاً یہ کہا جائے کہ (فلاں شخص پر مصوری کا ہنر ختم ہے) تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ اس نے مصوری کے ہنر میں انتہائی کمال پیدا کیا ہے نہ یہ کہ اس کے بعد کوئی مصور پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے محاورے ہر زبان میں کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

بہر حال خاتم کی ت کی زیر سے بھی آیت کے معنی بالکل صاف اور واضح ہیں جس میں کسی قسم کی مشکل پیش نہیں آتی۔ چنانچہ انہی معنوں کے لحاظ سے حضرت مولانا رومی (وفات 672 ہجری) اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

بہر این خاتم شد است اوکہ بجوُد　　　مثلِ اُو نَے بُود نَے خوہند بُود

"نہ آپؐ سے پہلے کوئی نبی فیض رسانی اور کمالات میں آپؐ کا ہم مرتبہ ہوا ہے اور نہ آپؐ کی مثل بعد ہو سکتا ہے "۔(مثنوی رومی دفتر ششم صفحہ 6) آنحضرت ﷺ کا نام **ختم النبیین** اس بناء پر رکھا گیا ہے کہ نہ آپؐ سے پہلے کوئی نبی فیض رسانی اور کمالات میں آپؐ کا ہم مرتبہ ہوا ہے اور نہ آپؐ کے بعد ہو سکتا ہے "۔[32]

OPEN ACCESS
CC BY

تنقید:

حرف ت کی زبر اور اس کے معنی کے لحاظ سے جواب سابقہ پیراگراف میں لکھا گیا ہے۔ مزید مرزا نے اپنی اس بات کا رد مولانا روم کے ان اشعار سے خود ہی کر دیا ہے "نہ آپؐ سے پہلے کوئی نبی فیض رسانی اور کمالات میں آپؐ کا ہم مرتبہ ہوا ہے اور نہ آپؐ کے بعد ہو سکتا ہے"۔ لیکن مرزا بشیر کی مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہم مرتبہ نبی تو نہیں ہو سکتا لیکن رتبہ میں رسول اللہ ﷺ سے کم نبی ہو سکتا ہے۔ مولانا روم نے ان اشعار میں رسول اللہ ﷺ کی مدح بیان کی ہے لیکن مرزا بشیر نے ان اشعار کو بھی اپنی مرضی کا مفہوم دے کر مرزا غلام کو نبوت کی جھوٹی خلعت پہنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کی یہ بات سراسر قرآن کریم اور اجماع کے خلاف ہے جس سے اس کا کفر کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

خلاصۃ البحث:

مرزا بشیر احمد نے اپنی سیرت کی کتاب ختم نبوت کی حقیقت (رسول پاک کا عدیم المثال مقام) کو چھ حصوں میں لکھا ہے، پہلے حصے میں نبوت کی اقسام پر بحث کی ہے، دوسرے حصے میں قرآنی آیات میں موجود ختم نبوت لفظ پر بحث اور ختم نبوت کا انکار کیا ہے، تیسرے حصے میں حدیث میں موجود لفظ ختم نبوت کا اانکار کیا ہے اور احادیث کی غلط توجیح کی ہے، کتاب کے چوتھے حصے میں ظلی نبوت پر بحث کی ہے، پانچویں حصے میں ختم نبوت کو بزرگان دین کے اقوال کی من مانی تشریح کی ہے، چھٹے حصے میں قادیانی عقیدہ خدائی سنت کے مطابق قرار دینے کی کوشش کی ہے۔

کتاب میں اکثر مقامات پر حوالہ جات نامکمل ہیں جس سے پڑھنے والے پر ناگواری کی کیفیت گزرتی ہے اکثر مقامات پر قرآن و سنت بزرگان کے اقوال کی گمراہ کن ہیں، من مانی تشریح کی گئی ہے جو کہ کھلی بے ایمانی و علمی خیانت ہے۔ اکثر جگہ پر قرآن پاک کے الفاظ کی جگہ اپنے عربی کے الفاظ لکھتا ہے۔ پڑھنے ولوں کو کہتا ہے کہ یہ قرآن کے لفظ ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

قرآنی آیات میں ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے مرزابشیر نے لکھاہے کہ قرآن کی کوئی آیت نبوت کا دروازہ بند نہیں کرتی کیونکہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز درست نہیں جس کے ذریعہ ہمارے بھٹکے ہوئے دوست (مسلمان) آنحضرت ﷺ کے فیوض اور برکات اور آپؐ کے بعد خدائی نعماء کے ظہور کو محدود اور محصُور کرنا چاہتے ہیں، آگے جاکر لفظ من اور مع کی تشریح اپنی مرضی سے کرتا ہے اور دونوں کو ایک ہی معنی میں لیتاہے۔اصل مقصد مرزاغلام احمد کو نبی کہلوانے کی کوشش ہے۔

حوالہ جات:

---

1 بشیر الدین، مرزا، سلسلہ احمدیہ، (قادیان: نظارت تالیف وتصنیف، دسمبر 1939ء)، 1:330۔

2 ایضاً، 1:336۔

3 ایضاً، 1:336۔

4 القرآن، 41:17۔

5 بشیر احمد، مرزا، ختم نبوت کی حقیقت (رسول پاکؐ کا عدیم المثال مقام)، (قادیان: نظارت نشرواشاعت پنجاب۔انڈیا، مارچ 2016ء)، 23تا24۔

6 القرآن، 46:6

7 القرآن، 24:42۔

8 القرآن، 23:42۔

9 القرآن، 65:36۔

10 بشیر احمد، مرزا، ختم نبوت کی حقیقت، 24تا25۔

11 ایضاً، 25تا27۔

12 القرآن، 69:4۔

13 القرآن، 29:33۔

14 بشیر احمد، مرزا، ختم نبوت کی حقیقت، 33تا34۔

15 ایضاً، 35تا36۔

16 القرآن، 69:4۔

17 بشیر احمد، مرزا، ختم نبوت کی حقیقت، 37تا38۔

18 ایضاً، 38تا39۔

CC BY

19 ابن کثیر، اسمعیل بن عمر، المصباح المنیر فی تھذیب تفسیر ابن کثیر، (ھند: دہلی، مجلس علمی، 2008ء)، 283۔

20 القرآن، 153:2۔

21 القرآن، 40:9۔

22 القرآن، 29:48۔

23 القرآن، 11:7۔

24 القرآن، 31:15۔

25 بشیر احمد، مرزا، ختم نبوت کی حقیقت، 43۔

26 ایضاً، 43تا44۔

27 ایضاً، 46تا48۔

28 اصفھانی، ابو القاسم حسین بن محمد بن مفضل بن محمد ، **مفردات الفاظ القرآن الکریم**، (دمشق :بیروت، دار القلم، الدار الشامیة، 1412ھ)، 1:5۔

29 القرآن، 6:33۔

30 القرآنِ، 78:11۔

31 بشیر احمد، مرزا، ختم نبوت کی حقیقت، 48تا50۔

32 ایضاً، 50تا51۔

OPEN ACCESS

CC BY